© rasailojaraid.com

مذاکرۂ علمیہ

مسئلہ جبر و قدر

(۵)

خلاصہ مباحث گذشتہ پچھلی چار صحبتوں میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اب تک انسان نے اس مسئلہ کو سمجھنے کی جتنی کوششیں کی ہیں وہ سب ناکام ہوئی ہیں۔ اور ان تمام ناکامیوں کی وجہ صرف ایک ہے، یعنی ان ذرائع کا فقدان جن سے انسان اس وسیع کائنات کے نظام حکومت، اور اس عظیم الشان سلطنت الٰہی کے دستور اساسی کو معلوم کر سکے۔ ہمارے سامنے ایک زبردست کارخانہ چل رہا ہے۔ ہم خود اس کارخانے کے کل پرزوں میں سے ایک حقیر پرزہ ہیں۔ اور اس کے دوسرے پرزوں کے ساتھ ہم بھی حرکت کر رہے ہیں۔ بس اتنا ہی ہم کو معلوم ہے۔ رہیں وہ قوتیں جو اس کارخانے کو چلا رہی ہیں، اور وہ قوانین جن کے ماتحت اس کے کام چل رہے ہیں، تو ان تک رسائی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ نہ ہمارے حواس وہاں تک پہنچ سکتے ہیں، اور نہ ہماری عقل اس کے اسرار کو پا سکتی ہے۔ احساس و ادراک سے ماوراء حقیقتوں کو چھوڑیے۔ ہم نے تو ابھی تک کائنات کے ان مظاہر کا بھی پوری طرح احاطہ نہیں کیا ہے۔ جو سرحد ادراک و احساس سے خارج نہیں ہیں۔ جو کچھ ہم نے حواس سے محسوس کر سکے ہیں۔ اور جو کچھ قیاس و استقراء کے ذریعہ سے کسی حد تک ہمارے علم میں آسکا ہے وہ مظاہر کائنات کے لا متناہی سمندر میں ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہے۔ گویا ہمارے علم اور وسائل علم کو ہمارے جہل اور اسباب جہل کے ساتھ وہی نسبت ہے جو متناہی کو لا متناہی کے ساتھ۔ ایسی حالت میں یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے کہ ہم اس کارخانے کے باطنی نظام، اور اس میں اپنی صحیح پوزیشن کو سمجھ سکیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمارا خود اپنے ذرائع علم سے اس کو سمجھنا تو درکنار، اگر خداوند تعالیٰ کی جانب سے ہمارے سامنے اس کو بیان کیا بھی جاتا، تب بھی ہم اپنی محدود عقل سے اس کے معانی کو نہ سمجھ سکتے۔

عود الی المقصود اب ہمیں اصل سوال کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ سوال یہ تھا کہ قرآن مجید میں مسئلۂ جبر و قدر کی طرف جو اشارات کیے گئے ہیں ان میں بظاہر تناقض نظر آتا ہے۔ کہیں بندے کو خود اپنے افعال کا فاعل قرار دیا گیا ہے اور اسی پر نیک و بد کی تمیز قائم کرکے جزا و سزا کی وعدہ وعید کی گئی ہے، کہیں بندے سے قدرتِ فعل کو سلب کرکے تمام افعال کی نسبت خدا کی طرف کر دی گئی ہے اور کہیں ایک ہی فعل خدا اور بندے دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہیں بندے کو ہدایت قبول کرنے اور ضلالت سے نکلنے کی دعوت اس طرح دی گئی ہے کہ گویا اس میں ترک و اختیار کی طاقت ہے اور کہیں کہا گیا ہے کہ ہدایت و ضلالت خدا کی طرف سے ہے خدا ہی گمراہ کرتا ہے اور خدا ہی سیدھے رستے پر ڈالتا ہے۔ کہیں بندہ کے لیے مشیت ثابت کی گئی ہے، اور کہیں کہہ دیا گیا ہے کہ بندے کی مشیت کوئی چیز نہیں، اصل مشیت خدا کی ہے۔ کہیں شرور و معاصی کو بندے کی طرف منسوب کیا گیا ہے، کہیں ان کا باعث شیطان کو قرار دیا گیا ہے، اور کہیں بتایا گیا ہے کہ خیر اور شر سب خدا کی طرف سے ہیں۔ کہیں کہا گیا ہے کہ خدا کے اذن کے بغیر کوئی کچھ نہیں کرسکتا، اور کہیں نافرمان انسانوں کو الزام دیا گیا ہے کہ انہیں خدا نے جو کچھ حکم دیا تھا انہوں نے اس کے خلاف کیا۔ اگر یہ باتیں باہم متناقض ہیں جیسا کہ بظاہر نظر آتا ہے، تو ایسی کتاب کو ہم کتاب الٰہی کیسے کہہ سکتے ہیں جس میں ایسی متناقض باتیں ہوں؟ اور اگر ان میں تناقض تسلیم نہیں کیا جاتا، تو بتایا جائے کہ ان کے درمیان توفیق و تطبیق کی کیا سبیل ہے؟

امور ماوراء طبیعت کے بیان سے قرآن کا اصل مقصد اس سوال پر غور کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قرآن کریم میں نہ صرف مسئلۂ جبر و قدر بلکہ جملہ امور ماوراء طبیعت کی طرف جو اشارات کیے گئے ہیں ان کا اصل مقصد ان امور کی حقیقت بتانا نہیں ہے اور نہ اسرار الٰہی پر سے پردہ اٹھانا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس لئے اول تو وہ بسیط تحقیق جو اس وسیع کائنات کے ورق ورق پر لکھی ہوئی ہیں اپنی تفصیلات کے اعتبار سے نہ کسی ایسی کتاب میں سما سکتی ہیں جسے انسان پڑھ سکتا ہو اور نہ کوئی انسانی بولی ان کے بیان کی متحمل ہو سکتی ہے۔ ان کے لئے لامتناہی دفتر چاہییں، ان کو پڑھنے کے لئے ازلی و ابدی زندگی درکار ہے۔ ان کو بیان کرنے کے لئے غیر ملفوظ عقلی کلام اور ان کو سننے کے لئے بے آواز عقلی سماع کی حاجت ہے۔

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (۱۸: ۱۲)

اے پیغمبر ان سے کہدے کہ اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات کو لکھنے کے لئے روشنائی بن جاتا، تو وہ ان کے ختم ہونے سے پہلے ہی خرچ ہو جاتا، اور اگر ہم ایک سمندر اور اس کی مدد کیلئے لے آتے تب بھی میرے رب کے کلمات تمام نہ ہوتے۔

دوسرے اگر ان کو بیان کیا بھی جاتا، تو جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، انسان اپنے ان محدود قوائے ذہنی سے، جو اسے عطا کئے گئے ہیں، ان کو سمجھ نہ سکتا۔ انسان کی عقل کا یہ حال ہے کہ اگر ارسطو اور فیثاغورس کے زمانہ میں کوئی شخص بیسویں صدی عیسوی کے ٹیلیفون، سینما، ریڈیو اور ہوائی جہاز کی تفصیلات بیان کرتا، تو سب سے پہلے وہ لوگ اس پر جنون کا حکم لگاتے جو آج تک سرآمد عقلاء سمجھے جاتے ہیں۔ اور اگر آج بیسویں صدی میں ان چیزوں کی کوئی تشریح کی جائے جو [illegible] ہزار برس بعد دنیا میں ظاہر ہونے والی ہیں، تو ہمارے بڑے سے بڑے فلسفی [illegible] چیزوں کا حال ہے جن کو جاننے اور سمجھنے کی استعداد انسان میں بالفعل موجود ہے، اور فرق صرف قوت و فعل کا ہے۔ مگر جن امور کو سمجھنے کی استعداد ہی سرے سے اس میں نہیں ہے، جو اس کے تصور میں کسی طرح سما ہی نہیں سکتے، ان کو بیان کرنے سے آخر کیا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا؟ اسی لئے قرآن کہتا ہے کہ:-

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ان کے سامنے اور ان کے پیچھے جو کچھ ہے خدا جانتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (۲ : ۳۴)

مگر وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے بجز ان باتوں کے جن کا علم وہ خود ان کو بخشنا چاہے۔ اس کا علم تو آسمانوں اور زمین، سب پر چھایا ہوا ہے۔

پس اس قسم کے امور کی طرف قرآن میں جو اشارات کئے گئے ہیں، وہ زیادہ تر ان مقاصد کو مدد پہنچانے کے لئے ہیں جن کا تعلق انسان کے اخلاقی اور عملی مفاد سے ہے۔ اور بعض مقامات پر ان سے مقصود حقیقت شناس نظر اور اعلیٰ روحانی بصیرت رکھنے والوں کو اسرار الٰہی کا کچھ تھوڑا سا علم بخشنا ہے۔ اور کہیں بیان کا سیاق اور موقع و محل کا اقتضاء ان اشارات کی طرف داعی ہوا ہے، جن کو غور و تأمل اور فکر صحیح سے ہم تھوڑا بہت سمجھ سکتے ہیں۔

مسئلہ قضا و قدر کے بیان کا منشاء اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ قضاء و قدر کے مسئلہ پر جو اشارات کلام اللہ میں آئے ہیں ان کا اصل مقصد یہ ہی نہیں کہ ہم سے وہ چیز بیان کی جائے جس کے سمجھنے کی قابلیت و استعداد ہم میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اصل میں جو کچھ مقصود ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ انسان میں قناعت، یکسوئی، توکل علی اللہ، صبر و استقامت اور دنیوی طاقتوں سے بے خوفی پیدا کی جائے، اور اس میں اخلاقی قوت کی ایسی روح بھر دی جائے جس کی موجودگی میں مایوسی، پریشانی، خوف، حسد، رشک اور لالچ اس کے پاس پھٹکنے نہ پائیں وہ اس قوت کے ذریعہ سے حق و صداقت اور نیکی کے طریق پر قائم رہے، اس کی طرف دوسروں کو دعوت دے، اس کے لئے سخت مشکلات کا مقابلہ کرے، اس کی راہ میں جتنی آزمائشیں پیش آئیں ان میں ثابت قدم رہے، نہ خدا کے سوا کسی سے مضرت پہنچنے کا اندیشہ کرے اور نہ کسی سے ذرہ برابر فائدے کی امید رکھے، نہ بے سروسامانی میں ہمت ہارے اور نہ سروسامان پر بے جا اعتماد کرے، نہ زندگی کی ناکامیوں پر شکستہ خاطر ہو، اور نہ کامیابیوں سے مخمور ہو کر سرکشی پر اتر آئے۔ مثال کے طور پر آیات ذیل ملاحظہ ہوں جن سے اصل مقصود پر روشنی پڑتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (۲: ۲۰)

تمام قوت کا مالک صرف خدا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (۳۵: ۳)

اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو، اور در اصل بے نیاز وہی ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (۷۳: ۱)

اپنے پروردگار کا نام لے اور سب سے ٹوٹ کر اسی کا ہو جا۔ وہ مشرق اور مغرب سب کا پالنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تو اسی کو اپنا کارساز بنا لے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (۲: ۱۳)

کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت کا مالک خدا ہی ہے، اور اللہ کے سوا تم لوگوں کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (۳: ۱۷)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ جو ایمان والے ہیں ان کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۳: ۳)

کہو کہ خدایا تو ہی ملک کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھینتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ تو یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (۳ : ۸)

کہو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے، جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے۔ اور وہ بہت کشادہ دست و صاحب علم ہے۔ اپنی رحمت کے لئے جس کو چاہے مخصوص کرے

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۴۲ : ۲)

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہتا ہے کشادگی کے ساتھ رزق عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ایک اندازے سے نپا تلا دیتا ہے۔ وہ ہر شئے کے حال سے خوب واقف ہے

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ (۱۶ : ۱۰)

اور اللہ ہی ہے جس نے تم کو رزق میں ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۱۰ : ۱۱)

اگر اللہ تجھ کو نقصان پہونچائے تو اس کے سوا کوئی اس نقصان کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تجھے فائدہ پہونچائے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں ہے اپنے بندوں میں سے وہ جس کو چاہے فائدہ پہونچائے وہی بخشنے والا اور مہربان ہے

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۲ : ۱۲)

وہ اپنی تدبیر سے کسی کو خدا کے اذن کے بغیر نقصان نہیں پہونچا سکتے

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۹ : ۷)

کہو کہ ہم پر کوئی مصیبت نہیں آتی بجز اس کے جو اللہ نے ہمارے نصیب میں لکھدی ہے۔ وہی ہمارا مولی ہے اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (۳ : ۱۵)

کوئی شخص اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا۔ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ پہلے سے لکھا ہوا ہے۔

يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (۳ : ۱۶)

وہ کہتے ہیں کہ اگر تدبیر میں ہمارا بھی دخل ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے ان سے کہو اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی جن لوگوں کے نصیب میں مارا جانا لکھ دیا گیا تھا وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔

(باقی)

© rasailojaraid.com